آہ! حضرت مولانا عبدالرشید ارشدؒ کی جدائی

مولانا عبدالرشید ارشدؒ کی جدائی سے چراغوں کا وہ سلسلہ ختم ہوگیا جو امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ مولانا غلام رسول مہرؒ اور شورش کاشمیریؒ کی پیہم کوششوں سے معرض وجود میں آیا تھا۔ آپ کی شخصیت اور ادبی کارناموں کا کیا کہنا۔ آپ صحت کے لحاظ سے کمزور ونحیف تھے اور بے تحاشہ وسائل اور افرادی قوت بھی آپ کے پاس نہ تھی۔ لیکن عزم واستقلال، جہد مسلسل، محنت اور کام کے نتیجے میں آپ نے ایسے ایسے شاندار علمی وتحقیقی، ادبی کارنامے سرانجام دیئے جو بہت سے علمی اداروں، مدرسوں اور یونیورسٹیوں سے بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ مولانا عبدالرشید ارشدؒ کو مرحوم لکھتے ہوئے اور ان پر تعزیتی کلمات لکھتے ہوئے آج قلم حقیقتاً لرزاں ہے۔ مولانا میرے خصوصی مربی اور مشفق بزرگ تھے۔ مولانا مرحوم ہی کی بدولت مجھے امام الہند حضرت مولانا ابوالکلامؒ کی سحر انگیز شخصیت سے شناسائی ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ''الہلال'' کے عکسی ایڈیشن جو جہازی سائز کے تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس کی دوبارہ اشاعت برصغیر میں آپ نے پہلی مرتبہ 80ء کی دھائی میں کی (اور اس کے محرک بقول مولانا مرحوم کے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ تھے) اور پہلی بار پاکستان کے علمی وادبی حلقوں میں ''الہلال'' کی جادوئی آواز سے جدید نسل آشنا ہوئی۔ انہی لوگوں میں سے یہ طفل مکتب بھی تھا۔ جس نے بچپن ہی میں ''الہلال'' کی ورق گردانی جلدوں کے حجم کی وجہ سے تعجباً شروع کی اور یوں مولانا آزادؒ کے قلم اور ہنر سے پہلی بار آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ پھر آہستہ آہستہ جستجو، شوق اور ذوق طلب نے ''غبار خاطر'' کی طلسم رُبا مجلسوں سے بھی واسطہ پیدا کردیا اور رفتہ رفتہ ابوالکلامیت کا رنگ دل ودماغ کی بستیوں کو مہکاتا ہوا چڑھتا ہی گیا۔

پاکستان میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کی مطبوعات کی از سرنو اشاعت اور ترویج کا بیڑہ بھی مولانا عبدالرشد ارشدؒ کے سر تھا۔ (ڈاکٹر ابوسلیمان شاہجہانپوری صاحب کا کردار بھی اس سلسلے میں نہایت ممتاز ہے) فوری طور پر آپ سے رابطہ کیا اور اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں آپ سے بیان کیا۔ ان کے پہلے خط میں اس قدر تشجیع اور اپنائیت تھی اور بہت سے مفید مشورے تھے جن سے میری مولانا آزادؒ اور مولانا مرحوم سے عقیدت اور بھی گہری ہوگئی۔ پھر بعد میں آپ مسلسل زندگی بھر اپنے مشوروں اور تصنیفات سے میرے ادبی ذوق کا سامان فراہم کرتے رہے۔ حتیٰ کہ پھر کئی ماہ وسال مولانا آزادؒ سے اسقدر عشق ہوگیا کہ عشق مجازی کی گرد بھی اُس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اسی کی بدولت راقم علم وادب اور صحافت کے ساتھ نوعمری وطالب علمی میں ہی جُڑ گیا اور آج الحمدللہ عرصہ دس بارہ سال سے لوح وقلم کا یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مولانا عبدالرشید ارشدؒ کا بڑا عمل دخل ہے۔ وہ میرے محسن، مشفق اور بزرگ دوست تھے۔ مولانا مرحوم کیساتھ میری ذہنی وفکری وابستگی اس قدر زیادہ ہوگئی تھی کہ زندگی میں سب سے زیادہ خطوط آپکے نام میں نے ارسال کئے ہیں (حالانکہ خطوط لکھنے کے معاملے میں میرا ہاتھ تقریباً شل ہے)

لاہور جب بھی جانا ہوتا مولانا مرحوم کے مکتبہ پر ضرور حاضری ہوتی۔ وہیں بیٹھ کر مختلف امور و مسائل اور خصوصاً حضرت مولانا ابوالکلامؒ کے متعلق گفتگو ہوتی۔ مولانا مرحوم اس موقع پر راقم کیلئے خصوصاً وائٹ جائینز (... آزادؒ کا پسندیدہ قہوہ) کا انتظام کرتے اور مختلف نئی کتابوں کی فہرستیں بھی دیتے اور کئی بار کتابیں بھی تحفتاً ہدیہ کیں۔ الغرض اخلاص اور شفقت کی آپ ایک یادگار تھے جو نہ رہے۔ مولاناؒ کی شخصیت کا بڑا پہلوان کی تواضع تھی اس کے ساتھ آپ سادگی کے بھی پیکر تھے۔ آخری عمر میں آپ پر تصوف کا غلبہ ہوگیا تھا۔ اور اس سلسلے میں حضرت مولانا نفیس شاہ صاحب مدظلہ کے ساتھ آپ کا بڑا گہرا تعلق قائم ہوگیا تھا۔

مولانا مرحوم کی پیدائش یکم ستمبر 1932 کو جالندھر تحصیل نکودر ہندوستان میں ہوئی۔ اور ابتدائی تعلیم آپ نے رائے پور گوجراں میں حاصل کی۔ پھر تقسیم کے بعد آپ پاکستان منتقل ہوگئے۔ اور مستقل سکونت میاں چنوں ضلع ملتان میں کی۔ سندِ فراغت خیر المدارس ملتان سے حاصل کی۔ پھر آپ 1967ء میں مستقل طور پر لاہور میں آباد ہوگئے۔ اور تادم واپسیں لاہور ہی میں آپ نے سکونت اختیار کی۔ مولانا مرحوم کو اکابرین امت بالخصوص علماء دیوبند اور مرکز رشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ آپ کی عمر بھر کی کاوشوں کا مرکز و محور دارالعلوم دیوبند ہی رہا۔ اور اپنے عشق و محبت کا بھرپور اظہار اپنی تصنیفات و تالیفات کے سلسلے میں آج ہمارے سامنے ہے۔

مولانا مرحوم نے علم و ادب، تحقیق و تصنیف کا کوئی ایسا گوشہ نہیں چھوڑا۔ مثال کے طور پر سیرت و سوانح، تاریخ، ادب، صحافت وغیرہ وغیرہ الغرض ہر شعبے میں آپ نے فاتحانہ علم گاڑے۔

اور خصوصاً آپ کے بڑے بڑے یادگار کارنامے دارالعلوم دیوبند نمبر، تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، بیس بڑے مسلمان، بیس بڑے مردان حق، مدنی و اقبال نمبر، واردات مشاہدات، دعوت و تبلیغ نمبر، بیس علماء حق، سید ابوالحسن علی ندوی و مولانا محمد یوسف شہید نمبر، نعت نمبر اور حیات مستعار وغیرہ خاصے کی چیز ہیں۔ مولانا مرحوم ماہنامہ ''الرشید'' لاہور کے مدیر اعلیٰ اور روح رواں تھے۔ اس کا آغاز آپ نے 1973ء میں شروع کیا۔ اور خود ہی تقریباً سارا شمارہ لکھتے اور باقی انتظامی امور بھی آپ ہی کے ذمے تھے۔ مولاناؒ کا کام بے شک قابل رشک و قابل صد تحسین ہے، مولانا کی وفات کسی عام انسان یا عام ادیب کی موت نہیں حقیقت میں آپ کی وفات سے علمی و ادبی حلقوں میں ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اور مکتب دیوبند کا ایک بہت بڑا ستون گر گیا ہے۔ اسی طرح مولانا آزادؒ کا مکتب فکر بھی ویراں ہوگیا ہے اور میں بھی اپنے ایک بہت ہی مخلص و مشفق مربی سے محروم ہوگیا ہوں۔ آپ کا آخری خط کچھ عرصہ قبل موصول ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ میں لاہور آؤں۔ کئی ضروری امور آپ سے بیان کرنے ہیں۔ لیکن میری بدقسمتی تھی کہ لاہور جانا نہ ہوا، اور آج اور کل میں بات رہ گئی۔ اب جبکہ گزشتہ دنوں ایک ہفت وار اخبار دیکھا اور اس میں وفات کی چھوٹی سی خبر پڑھی تو دل و دماغ پر اندھیرا چھا گیا، کہ یا الٰہی یہ کیا ہوگیا۔ مولاناؒ جیسی مشفق شخصیت کا یوں اچانک اٹھ جانا میرے لئے ذاتی طور پر ایک بڑا سانحہ ہے۔ مولاناؒ کو کچھ عرصے نسے الزائمر جیسا مہلک اور لاعلاج مرض لاحق ہوگیا تھا۔ آسمان علم و ادب